باب نمبر 1

پاکستان کی نظریاتی اساس

(IDEOLOGICAL BASIS OF PAKISTAN)

سوال 1: نظریے کے ماخذ اور اس کی اہمیت پر نوٹ لکھیے۔

جواب: نظریہ (Ideology) سے مراد

"نظریہ" کی اردو اصطلاح عربی زبان سے لی گئی ہے۔ انگریزی زبان میں نظریہ کے لیے آئیڈیالوجی "IDEOLOGY" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کا مفہوم ماہرینِ عمرانیات نے الفاظ اور اسلوب بیان کے ساتھ یوں بیان کیا ہے:

نظریے سے مراد ایسا لائحہ عمل، پروگرام ہے۔ جس کی بنیاد فلسفہ و تفکر پر رکھی گئی ہے۔ جو انسانی زندگی کے کئی پہلوؤں مثلاً سیاسی، معاشی، تہذیبی اور معاشرتی نظام کی بنیاد بنتا ہے۔

نظریہ---ورلڈ انسائیکلو پیڈیا (World Encyclopaedia) کی رو سے

"نظریہ ان سیاسی اور تمدنی اصولوں کا مجموعہ ہے جن پر کسی قوم یا تہذیب کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں۔ یہ کسی قوم کی فطری نشوونما کے عمل میں مدغم بھی ہو سکتی ہے۔

"نظریہ---ڈاکٹر جارج براس (Dr. George Brass) کے مطابق

"عام زندگی کا کوئی ایسا پروگرام، لائحہ عمل جس کی بنیاد فکر و فلسفہ پر استوار ہو، آئیڈیالوجی کہلاتا ہے"۔

نظریے کے ماخذ

(Sources of Ideology)

درج ذیل عناصر کی وجہ سے لوگوں میں نظریات کی تشکیل ہوتی ہے۔

1- مشترکہ مذہب (Common Religion)

جب بہت سے لوگ ایک ہی مذہب کے پیروکار ہوں، تو اس مذہب کو مشترکہ مذہب کہا جاتا ہے۔ مشترکہ مذہب قومی یکجہتی پیدا کرنے میں سب سے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مذہب صرف چند عبادات کے مجموعے کا نام نہیں ہے بلکہ وہ پوری معاشرتی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ ہر مذہب نے لوگوں کے سماجی و معاشرتی تعلقات کو صرف نظریات کی روشنی میں استوار کیا ہے۔ مثلاً یورپ نظریہ عیسائیت کے تحت، جاپان نظریہ بدھ مت کے تحت،

www.downloadclassnotes.com

ہندو نظریۂ ہندوازم کے تحت اور مسلمان نظریۂ اسلام کے تحت زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔

2- مشترکہ نسل (Common Race)

اگر کسی گروہ کا تعلق ایک ہی نسل سے ہو تو افراد میں معاشرتی طور پر یکجہتی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک ہی نسل کے لوگوں میں ہمدردی اور اخوت کے جذبات کا پروان چڑھنا قدرتی عمل ہے۔ لوگوں میں مشترکہ نسل سے ہی مشترکہ نظریات پیدا ہوتے ہیں۔ مشترک نظریات انسانوں کو خونی رشتوں میں منسلک کر دیتے ہیں۔ نسلی اور خاندانی تعلقات افراد میں پیار محبت پیدا کر کے انھیں ایک دوسرے کے قریب کر دیتے ہیں۔

3- مشترکہ زبان اور رہائش (Common Language and Residency)

مشترکہ زبان قومی اتحاد پیدا کرنے میں بے حد مثبت اور اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مثلاً پاکستان کی قومی زبان اردو تمام پاکستانیوں کے درمیان رابطے کی مشترکہ زبان ہے جو ہمارے قومی اتحاد کا قوی وسیلہ ہے۔ مشترکہ زبان ہی کے ذریعے لوگ اپنے جذبات و احساسات، نظریات اور خیالات دوسروں تک پہنچاتے ہیں جس سے نئے نظریات تشکیل پاتے ہیں۔ لوگوں کی طرز زندگی، طور طریقوں اور نظریات میں یکسانیت مشترکہ رہائش کی مرہون منت ہے۔

4- مشترکہ سیاسی مقاصد (Common Political Purposes)

آج کل دنیا کی بیشتر قومیں اپنے مشترکہ سیاسی مقاصد اور سیاسی نظریات کی بدولت اپنی زندگی کی بقا اور آزادی حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کر رہی ہیں تاکہ وہ مضبوط اقوام کی شکل میں اُبھر سکیں۔ مشترکہ سیاسی مقاصد اس لیے ضروری ہیں کہ قوموں میں قومی یکجہتی پیدا ہو اور قوم ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو۔

5- مشترکہ رسم رواج (Common Customs)

مشترکہ رسم و رواج کا ہر زمانے میں نظریات کی تشکیل میں اہم کردار رہا ہے۔ مشترکہ رسم و رواج ہی کی بدولت افراد میں ثقافتی اور فکری نظریات میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ پاکستانی ثقافت میں اجتماعیت پائی جاتی ہے۔ لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں اور مشترکہ خاندان کا رواج ہے۔ پاکستان میں عبادت گاہیں اکٹھی ہوتی ہیں بلکہ اسلامی عبادات اجتماعی ہوتی ہیں۔ جس سے مشترکہ نظریات تشکیل پاتے ہیں۔

6- نظریے کی اہمیت (Significance of Ideology)

فرد یا قوم پوری زندگی اس پروگرام کو اپنانے کی تگ و دو کرتی رہتی ہے۔ نظریہ فرد یا قوم کی روح کی پکار ہوتا ہے جو قوم اپنے نظریے کی حفاظت نہیں کرتی اور اس پر عمل پیرا نہیں ہوتی، دنیا سے اس کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔

(i) قوموں کا وجود قائم ہونا

قوموں کا وجود اُن کے نظریات سے قائم رہتا ہے۔ انسان کی دنیا میں آمد بھی ایک مقصد کے تحت ہوئی ہے۔ کسی

www.downloadclassnotes.com

انسان کی بے مقصد زندگی اُسے کامیابی سے ہمکنار نہیں کر سکتی۔

(ii) قوموں میں شعور اُجاگر ہونا

نظریات سے قوموں میں شعور، جذبہ اُجاگر ہوتا ہے۔ نظریات سے ہی قومیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرتی ہیں۔

(iii) ثقافتی تحریک کی بنیاد

نظریہ وہ لائحہ عمل ہے جو کسی قوم کو معاشی، سیاسی، معاشرتی یا ثقافتی تحریک کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

(iv) پوری زندگی کا محور

نظریہ قوم یا فرد کی پوری زندگی کا محور ہوتا ہے اور اس کی قوت محرکہ کا دوسرا نام ہے۔

(v) نظم وضبط حاصل کرنا

نظریہ کی بدولت ہی انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو نظم وضبط حاصل ہوتا ہے۔

(vi) قومی حقوق وفرائض کا تعین

نظریہ انسان کے ایک دوسرے کے ساتھ قومی حقوق وفرائض کے دائرہ کار کا تعین کرتا ہے۔

(vii) قوموں کا زندہ اور متحرک نظر آنا

قومیں نظریہ کی بدولت زندہ اور متحرک نظر آتی ہیں۔ نظریہ ایک روح کی طرح ہے جو نظر نہیں آتا لیکن اپنا وجود رکھتا ہے۔

(viii) نظریے کی حفاظت

جو قوم اپنے نظریہ کی حفاظت نہیں کرتی اور اس پر عمل پیرا نہیں ہوتی اس کا وجود خطرے میں پڑ جاتا ہے اور کوئی دوسرا نظریہ اسے اپنے اندر ضم کرنے کے لیے سرگرم ہو جاتا ہے۔

نظریۂ پاکستان کا مفہوم

(Meaning of Ideology of Pakistan)

سوال2: ''نظریۂ پاکستان'' سے کیا مراد ہے؟ اس کے پس منظر کی وضاحت کیجیے۔

جواب: نظریہ کا مفہوم

نظریہ کا مفہوم ہے انداز فکر اور تصور حیات۔ نظریہ عام طور پر کسی تہذیبی' سیاسی یا معاشرتی تحریک کے ایسے لائحہ عمل کو کہتے ہیں جو کسی قوم کا مشترکہ نصب العین بن جائے۔ قوموں کی اجتماعی زندگی میں نظریے کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ قوموں کے سیاسی' معاشرتی اور معاشی نظریات مل کر ایک نظام حیات ترتیب دیتے ہیں۔ گویا نظریے کی

www.downloadclassnotes.com

بدولت قومی زندگی کا نظام وجود میں آیا۔

نظریۂ پاکستان کا مفہوم

پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جس کی بنیاد اسلامی فلسفۂ حیات پر استوار کی گئی ہے۔ پاکستان کی تمام تر اساس دینِ اسلام پر مبنی ہے۔ اس سرزمین پر اسلام کا نفاذ صدیوں سے ہے۔ اسلامی نظریۂ حیات، پاکستان کی بنیاد ہے۔ یہی وہ جذبہ اور لائحہ عمل ہے جو تحریکِ پاکستان کا سبب بنا۔ نظریۂ پاکستان کو اسلامی نظریۂ حیات کے ہم معنی قرار دیا جاتا ہے۔

نظریۂ پاکستان کا تاریخی پس منظر

برصغیر میں صدیوں تک مسلمانوں نے حکومت کی وہ اپنے مذہب اسلام کے مطابق آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ برصغیر پر جب انگریزوں کا راج قائم ہوا تو مسلمان مجبور اور محکوم ہو گئے۔ اسلام اور مسلمانوں کے مفادات اور آزاد حیثیت کو نقصان پہنچا۔ جب انگریز کا دورِ حکومت ختم ہونے لگا تو صاف نظر آ رہا تھا کہ برصغیر پر ہندو اکثریت کی حکومت قائم ہو جائے گی اور مسلمان انگریزوں کی غلامی سے چھٹکارا پا کر ہندوؤں کی غلامی میں چلے جائیں گے۔ سرسید احمد خانؒ، قائداعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ، علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ اور کئی دوسرے مسلم قائدین نے برصغیر کے مسلمانوں کے تحفظ، وقار اور آزادی کے لیے جدوجہد شروع کیں اور ان کی کوششوں سے پاکستان دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔

ایمان و یقین

اقبالؒ کو مسلمانوں کے ایک الگ آزاد وطن کے قیام کا کامل یقین تھا، دیکھیے وہ کس اعتماد سے اس کا اعلان فرماتے ہیں ع

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

نظریۂ پاکستان کی تعریف

(Definition of the Iodeology of Pakistan)

سوال 3: ان اسلامی اقدار کا جائزہ لیجیے جو نظریۂ پاکستان کی اساس ہیں۔

جواب: ذیل میں نظریۂ پاکستان کی مختلف تعریفیں بیان کی گئی ہیں:

(i) نظریۂ پاکستان سے مراد قرآن و سنت کے اصولوں پر مبنی معاشرہ کی تشکیل ہے۔

www.downloadclassnotes.com

(ii) نظریۂ پاکستان اسلام کے اصولوں پر عمل کرنے اور ایک تجربہ گاہ کے حصول کے لیے سوچ کا نام ہے۔

(iii) نظریۂ پاکستان مسلمانوں کی سیاسی، ثقافتی، معاشی اور معاشرتی قدروں کی حفاظت کرنے کے اقدامات کا نام ہے۔

(iv) ملّی اور قومی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے پاکستان میں اسلام کی حکمرانی اور اتحاد بین المسلمین کی عملی کوشش کا نام نظریۂ پاکستان ہے۔

(v) نظریۂ پاکستان ایک ایسی اسلامی ریاست کے قیام کا نام ہے جہاں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا خیال رکھا جائے گا۔

نظریۂ پاکستان کی اساس

(Basis of the Ideology of Pakistan)

برصغیر کے مسلمانوں نے اپنے لیے ایک علیٰحدہ اسلامی ریاست کا مطالبہ کیا تا کہ اُس اسلامی مملکت میں اللہ تعالیٰ کے احکام، حتمی اور قطعی اقتدارِ اعلیٰ کے تصور کو عملی جامہ پہنایا جا سکے اور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عظیم کی برتر اور مطلق قوت کو نافذ کیا جائے اور ایک ایسا اسلامی نظام رائج ہو جس میں قرآنِ پاک اور احادیثِ رسول مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر مبنی اصولوں کو اپنایا گیا ہو۔ جہاں مسلمان اپنی تہذیب و ثقافت اور ملّی ورثے کو پروان چڑھائیں، اسلامی اقدار اور روایات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات

قائداعظمؒ نے 1948ء میں عید میلادالنبیؐ کے موقع پر فرمایا:

''اسلام محض، عبادات اور رسومات کے مجموعہ کا نام ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے لیے مکمل ضابطۂ حیات ہے اسلام کے اصولوں کی بنیاد احترامِ انسانیت، آزادی اور انصاف پر رکھی گئی ہے'' جو انسانی زندگی کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔ اس میں معاشرت، معیشت، اخلاقیات، سیاسیات اور زندگی کے ہر پہلو کے تمام مقاصد کو پورا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اسلامی نظام جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے اور ہر دور کے لیے مکمل طور پر قابلِ عمل ہے۔

اسلامی نظریۂ حیات

نظریۂ پاکستان کی بنیاد اسلامی نظریۂ حیات پر مبنی ہے۔ اسلامی عقائد و عبادات، عدل و انصاف، اخوت و بھائی چارہ، مساوات، جمہوریت کا فروغ اور شہریوں کے حقوق و فرائض جیسی اسلامی اقدار نظریۂ پاکستان کی اساس ہیں۔ اسلامی اقدار درج ذیل ہیں:

(i) توحید (ii) رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم
(iii) آخرت (iv) ملائکہ (v) الہامی کتب پر ایمان لانا

www.downloadclassnotes.com

1- عقائد و عبادات

(Beliefs and Prayers)

قیامِ پاکستان کے مطالبہ کا پس منظر یہ تھا کہ مسلمانوں کا ایک ایسا ملک ہو جہاں اسلام کا مکمل نفاذ ہو اور مسلمان اپنے اسلامی عقائد کے مطابق آزادانہ زندگی گزار سکیں۔ عقائد میں توحید، رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم، آخرت، ملائکہ اور الہامی کتب پر ایمان لانا شامل ہے۔ ان عقائد پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لیے لازم ہے۔

(i) توحید پر ایمان

اسلامی عقائد میں توحیدِ خالص سر فہرست ہے۔ توحید سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اس کو ذات و صفات کے لحاظ سے وحدہٗ لاشریک مانا جائے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے) یعنی کوئی شے اس کی قدرت سے باہر نہیں۔ اقتدارِ اعلیٰ کا مالک صرف اسی کو تسلیم کیا جائے۔ اس کے مقابلے میں کسی کی برتری کو تسلیم نہ کرے، اس کے حکم کے مقابلے میں کسی اور کا حکم نہ مانے اور اس کے بنائے ہوئے قانون اور اصولوں کے مطابق اپنی پوری زندگی گزارے ؎

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

یہی مفہوم تھا تحریکِ پاکستان کے دوران اسلامیانِ ہند کے اس نعرے کا کہ ؎

پاکستان کا مطلب کیا؟...... لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

نظریۂ پاکستان کی رو سے انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ یا نائب ہے جس کا منصب یہ نہیں کہ وہ از خود کوئی قانون سازی کرے بلکہ اس کا فرض صرف یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ان قوانین اور اصول و ضوابط کو لوگوں پر نافذ کرے جو مجمل طور پر قرآن کریم میں نازل کیے گئے ہیں اور جن کی تشریح و تفصیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنتِ مطہرہ اور احادیثِ مبارکہ میں کر دی ہے۔

عقیدۂ رسالت پر ایمان لانا

عقیدۂ رسالت کا مطلب ہے کہ رسولوں پر ایمان لانا۔ نظریۂ پاکستان میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لایا جائے اور اس حقیقت کو تسلیم کیا جائے کہ اس سلسلے کے آخری رسول اور نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ اسلام قبول کرنے کے لیے لازمی تقاضا ہے کہ عقیدۂ رسالت کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے اور کسی قسم کا بھی اس میں شک و شبہ نہ کیا جائے۔ قرآن اور اسوۂ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو سرچشمۂ ہدایت مانا جائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی لائی ہوئی شریعتِ اسلامیہ ہی قابلِ عمل بلکہ واجب العمل ہے۔ عرشِ الٰہی سے آج بھی صدا آ رہی ہے ؎

www.downloadclassnotes.com

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا؟ لوح و قلم تیرے ہیں

(ii) نماز اسلام کا دوسرا رُکن ہے

نماز اسلام کا دوسرا رُکن ہے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ نماز مقررہ اوقات کے مطابق ادا کرے۔ اقامتِ صلوٰۃ، اقامتِ دین کا وہ نمونہ ہے جس کا ہر روز مظاہرہ ہوتا ہے۔ یعنی مسلمان دن رات پانچ دفعہ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز ہمیں اپنے رب کے حضور حاضری کا احساس دلاتی ہے۔ پابندیٔ وقت کا درس دیتی ہے۔ اطاعتِ امیر سکھاتی ہے، سماجی مسائل کے حل کے لیے پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے۔ نماز امراء کے دلوں سے تکبر اور غرباء کے دلوں سے احساسِ کمتری دور کر کے انسانی مساوات قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی نظام پورے معاشرے میں قائم ہونا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا اور فرمایا ''جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا''

یہ ایک سجدہ، جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

(iii) روزہ اسلام کا تیسرا رُکن

روزہ اسلام کا تیسرا رُکن ہے۔ ماہِ رمضان کے روزے ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض ہیں۔ طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک وہ کھانے پینے اور نفسانی خواہشات کی تکمیل سے صرف رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر اجتناب کرتا ہے روزہ انسان میں تقویٰ اور تزکیۂ نفس پیدا کرتا ہے۔ روزہ انسان میں پابندیٔ وقت، احساسِ ذمہ داری، غریبوں سے ہمدردی اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نظر میں رہنے کا شعور جیسے معاشرتی اوصاف پیدا کرتا ہے۔

(iv) زکوٰۃ اسلام کا چوتھا رُکن

زکوٰۃ اسلام کا چوتھا رُکن ہے۔ زکوٰۃ کے معنی ہیں پاک ہونا، بڑھنا اور نشوونما پانا۔ شریعت کی اصطلاح میں زکوٰۃ سے مراد وہ مالی عبادت ہے کہ ہر صاحبِ نصاب مسلمان ہر سال اپنے مال کا چالیسواں حصہ اللہ کی رضا کی خاطر غربا و مساکین پر خرچ کرتا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے معاشی نظام کی پختگی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ یہ اسلامی معاشرے میں معاشی ناہمواریوں کا بہترین حل ہے۔ اسلام میں زکوٰۃ کو امرا کے مال میں غرباء کا حق قرار دیا گیا ہے۔ جسے ادا کرنا ان کی ذمہ داری ہے کیوں کہ

اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں اس جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

(v) حج اسلام کا پانچواں رُکن

حج اسلام کا پانچواں رُکن ہے۔ حج خانہ کعبہ کی زیارت کے علاوہ اس کے گردونواح میں کچھ بابرکت مناسک ادا کرنے کا نام ہے۔ یہ دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کا سالانہ اجتماع ہے۔ ہر ملک وقوم کے مسلمان اپنے ملکی اور قومی لباس کو چھوڑ کر ایک ہی جامۂ احرام میں رضائے الٰہی کے حصول کی مشترکہ تمنا دلوں میں لیے، زبانوں پر **لبیک، اللھم لبیک** کا ایک ہی نعرہ سجائے، ایک مرکز پر جمع ہوتے ہیں، رنگ ونسل اور زبان کے سارے فرق مٹ جاتے ہیں اور پوری امت مسلمہ ایک منظم معاشرے میں سمٹ جاتی ہے۔ **لبیک، اللھم لبیک** کی پکار مسلمانوں کے اتحاد اور بھائی چارے کی ایسی مثال ہے جو دُنیا بھر میں کہیں نظر نہیں آتی۔

؎ ایک ہوں مسلم، حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابہ خاک کاشغر

عدل وانصاف اور مساوات (Justice and Equality)

نظریۂ پاکستان کا ایک اور تابناک پہلو اس کا نظریۂ عدل وانصاف ہے۔ عدل ہی پر اس کائنات کا نظام قائم ہے۔ عدل سے مراد یہ ہے کہ ہر انسان کو اس کے معاشرتی اور قانونی حقوق حاصل ہوں۔ مسلمانانِ برصغیر نے ایک منصفانہ معاشرے کے قیام کے لیے عدل وانصاف اور سماجی مساوات پر زور دیا۔ معاشرے میں بلاتمیز، رنگ ونسل، ذات پات اور زبان وثقافت تمام انسانوں کو مساوی حیثیت دینے کا عزم کیا گیا۔

مساوات: مساوات دو طرح کی ہے، قانونی مساوات اور معاشرتی مساوات: قانونی مساوات کے مطابق قانون کی نظر میں تمام برابر ہیں۔ ریاست میں تمام افراد کو قانون کا یکساں تحفظ حاصل ہونا چاہیے۔ معاشرتی مساوات سے مراد یہ ہے کہ معاشرے میں کسی فرد کو اولیت حاصل نہیں ہے۔ معاشرتی لحاظ سے تمام لوگ برابر ہیں۔

اسلامی ریاست نے عوام کی فلاح وبہبود اور انصاف کی سربلندی پر بہت زور دیا۔ ریاست میں تمام افراد کے لیے ایک ہی قانون اور یکساں عدالتی نظام بنایا گیا۔ اسلامی ریاست کی بنیادی شرائط میں آزاد عدلیہ، قانون کی بالادستی اور عوام میں مساوات اور انصاف کی فراہمی شامل ہے۔

حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے خطبۂ حجتہ الوداع میں فرمایا!:

''اے لوگو! تم سب کا پروردگار ایک ہے اور تم سب آدمؑ کی اولاد ہو۔ پس کسی عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں''

جمہوری قدروں کا فروغ

نظریۂ پاکستان اس اسلام کا ترجمان ہے، جو ایک مثالی جمہوری معاشرہ قائم کرتا ہے۔ جہاں قانون اللہ تعالیٰ کا چلتا ہے اور حاکم ومحکوم سب اس کے پابند ہوتے ہیں۔ کوئی شخص اپنے آپ کو حکمرانی کے منصب کے لیے پیش نہیں کرتا

www.downloadclassnotes.com

بلکہ اس کا انتخاب اہل الرائے اور اصحاب دانش وبصیرت مکمل جمہوری انداز سے کرتے ہیں۔

3- جمہوریت کا فروغ (Promotion of Democary)

اسلامی ریاست میں حکومتی نظام عوام کی بھلائی کو پیش نظر رکھ کر چلایا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست اور معاشرے کی تشکیل مشاورت پر قائم ہے۔ اسلامی معاشرے میں جمہوری قدروں کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ اسلامی جمہوری ریاست میں عوام کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے اور انھیں معاشرے میں مساوی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ وہ ملکی قانون کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں عوام کو قوانین تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ تمام افراد قانون کی نظر میں بلاتمیز رنگ، نسل، ذات پات اور ثقافت وزبان برابر ہوتے ہیں۔

قائداعظمؒ نے 14 فروری، 1948ء کو بی کے مقام پر تقریر کرتے ہوئے قیامِ پاکستان کی غرض وغایت اس طرح بیان کی:

"آؤ ہم اپنے جمہوری نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنیاد فراہم کریں۔ اللہ ذوالجلال نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہم ریاستی امور کو باہم صلاح مشورے سے طے کریں"

4- اخوت و بھائی چارہ (Fraternity and Brotherhood)

اسلامی معاشرے میں اخوت و بھائی چارے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ مدینہ منورہ میں جب اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آیا تو اس میں اخوت و بھائی چارے کی بہترین مثال ہجرت مدینہ کے موقع پر انصار ومہاجرین کی مؤاخات یعنی بھائی چارے کی صورت میں دیکھنے میں آئی۔ اسلام سے پہلے اس کا تصور نہ تھا اور لوگ ایک دوسرے کے دشمن تھے لیکن مدینہ کی ریاست کے قیام کے بعد حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حقوق العباد پر زور دیتے ہوئے یتیموں، بیواؤں اور ناداروں سے ہمدردی وشفقت کا سلوک کرنے کی تلقین کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیرات، صدقات اور زکوٰۃ کا نظام قائم کیا اور سود کو حرام قرار دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ایک ضابطۂ حیات دیا تاکہ معاشرے میں بھائی چارا قائم ہو اور لوگ آپس میں محبت سے رہ سکیں۔

جذبۂ اخوت اس بات کا درس دیتا ہے کہ لوگ آپس میں برادرانہ تعلقات استوار کریں اور کسی کے حقوق سلب نہ کریں اور نہ ہی کوئی کسی کمزور پر ظلم کرے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کینہ اور حسد سے باز رہنے کا درس دیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ:

"مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ اس سے خیانت نہ کرے"

5- شہریوں کے حقوق وفرائض (Right and Duties of Citiznes)

نظریۂ پاکستان میں جہاں شہریوں کے فرائض متعین ہیں، وہاں انھیں حقوق بھی دیے گئے ہیں۔ حقوق وفرائض کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایک اسلامی معاشرے میں حقوق وفرائض کی اہمیت پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ شہری ملک و قوم کی ترقی کے لیے اپنی تمام توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کرتے ہیں۔ حکومت کے عائد کردہ قواعد وضوابط کی

پابندی کرتے ہیں اور حکومت شہریوں کی عزت اور جان و مال کا تحفظ اور تعلیم، صحت اور روزگار وغیرہ کی بنیادی انسانی سہولتیں فراہم کرتی ہے۔ایک اسلامی ریاست میں افراد اپنے فرائض ادا کر کے حقوق حاصل کرنے کے قابل بنتے ہیں۔ایک کامیاب اسلامی ریاست بننے کے لیے حقوق و فرائض کا باہمی تعاون بہت اہمیت رکھتا ہے۔

اقلیتوں کو مذہبی آزادی

نظریۂ پاکستان میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اسلامی حکومت میں تمام اقلیتوں کو بھی پورے بنیادی انسانی حقوق حاصل ہوں گے۔اسلامی حکومت میں اقلیتوں کی عزت اور جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر عائد ہوگی۔قائداعظمؒ نے یہ واضح کر دیا تھا کہ پاکستان میں اقلیتوں کو تحفظ دیا جائے گا اور اُن کو اپنے عقائد اور مذہب پر عمل کرنے اور اپنی ثقافت اور روایات کو ترقی دینے کی مکمل آزادی ہوگی۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی محرومی

(Economic Deprivation of Muslims in Inida)

سوال4: ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی حالت پر نوٹ لکھیے۔

جواب: **مسلمانوں کی معاشی حالت**

1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد انگریز برصغیر کے مکمل حکمران بن گئے اور اس طرح مسلمان حکمرانوں کے دور کا خاتمہ ہوا اور مسلمان انگریزوں کے عتاب کا شکار ہو گئے۔مسلمانوں کے معاشی، معاشرتی اور علمی حالات انتہائی پست ہو گئے۔جنگِ آزادی میں اگرچہ ہندوؤں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ حصہ لیا تھا مگر انھوں نے جنگِ آزادی کی تمام ذمہ داری مسلمانوں کے سر تھوپ دی۔انگریزوں نے مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

-1 مسلمانوں کا سرکاری ملازمتوں/فوج سے اخراج

انگریزوں نے تعصب اور روایتی مسلم دشمنی کے جذبہ کے تحت مسلمانوں پر اپنے تعلیمی اداروں، فوج اور سرکاری ملازمتوں کے دروازے بند کر دیے اس کے برعکس ہندوؤں سے ترجیحی سلوک کیا جاتا۔انھوں نے اپنی حکومتوں اور اداروں میں مسلمانوں سے کم تر اہلیت کے حامل ہندوؤں کو شامل کر لیا۔جس سے مسلمانوں کو محرومیت کا زیادہ احساس ہونے لگا۔

-2 **مسلمانوں کی جاگیریں اور جائیدادیں ضبط**

جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد "مسلمان ہونا جرم قرار پایا، اکثر مسلمانوں کی جاگیریں اور جائیدادیں ضبط کر لی گئیں۔مسلمانوں کی جائیدادیں اور جاگیریں ان سے چھین کر ہندوؤں اور سکھوں میں تقسیم کر دی گئیں"

مسلمان اپنی زمینوں پر مزارع بن گئے۔ سرسید احمد خاںؒ نے مسلمانوں کی حالت کچھ یوں بیان کی ہے:
''کوئی بلا آسمان سے ایسی نہیں اتری جس نے زمین پر پہنچنے سے پہلے کسی مسلمان کا گھر نہ ڈھونڈا ہو''۔

3- مسلمانوں کے کاروبار کا تباہ ہونا

چونکہ انگریزوں نے مسلمانوں سے حکومت چھینی تھی، اس لیے انھوں نے مسلمانوں کو کچلنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ انگریزوں نے ہندوؤں کو کاروبار میں خاص مراعات اور رعایتیں دے کر اپنا ہمنوا بنالیا۔ چنانچہ مسلمان کاروبار، صنعت اور تجارت میں تباہ حال ہو کر رہ گئے۔ ہندوؤں کی، مقامی تجارت میں اجارہ داری قائم ہوگئی اور مسلمان اُن کے مقابلے میں اقتصادی اور معاشی بحران کا شکار ہو گئے۔

4- مسلمانوں کی گھریلو صنعت کی تباہی

برطانیہ نے صنعت و تجارت کے میدان میں صنعتی انقلاب برپا کر دیا۔ جس سے صنعتی اشیا سستی اور عمدہ تیار ہونے لگیں۔ انگریزوں نے برصغیر میں یہ صنعتی مال درآمد کرنا شروع کر دیا۔ اس سے مسلمانوں کی گھریلو صنعت تباہ ہوگئی کیونکہ ہندوستان کے مسلمانوں اور دوسری اقوام کی گھریلو صنعت اتنی ترقی یافتہ نہ تھی۔

5- بیرونی تجارت سے مسلمانوں کا بے روزگار ہونا

برطانیہ کی صنعتی اشیاء اعلیٰ معیار کی تھیں۔ اس وجہ سے برصغیر کی منڈیوں میں اس کی مانگ زیادہ تھی لیکن ہندوستان کی گھریلو صنعتی اشیاء کی یورپ اور برطانیہ کی منڈیوں میں کھپت نہ تھی۔ برطانیہ کی صنعتی اشیاء کی ہندوستان میں درآمد سے مقامی تجارت متاثر ہوئی جس سے لاکھوں افراد بے روزگار ہو گئے۔ جن میں زیادہ تعداد مسلمانوں کی تھی۔

دو قومی نظریہ: آغاز، ارتقا اور وضاحت

(Two-Nation Theory: Origin, Evolution and Explication)

سوال 5: دو قومی نظریے کی وضاحت کیجیے۔

جواب: (i) دو قومی نظریے کا ارتقا

برصغیر میں اسلام کی آمد کے بعد بڑی تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کر کے اس بات کا عہد کیا کہ وہ اب صرف اسلامی نظامِ حیات کے مطابق زندگی بسر کریں گے جو اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا۔ برصغیر میں جو شخص دائرہ اسلام میں داخل ہوتا تھا وہ معاشرتی، تہذیبی اور سیاسی طور پر اسلامی ریاست اور مسلم معاشرے سے تعلق جوڑ لیتا تھا اس طرح وہ اپنے تمام سابقہ رشتوں کو ختم کر کے ایک نئے سماجی نظام سے وابستہ ہو جاتا تھا۔ یہی تصور وفکر آگے چل کر نظریۂ پاکستان کی بنیاد بنا۔ برصغیر کے مسلمانوں میں ایک الگ اور منفرد اسلامی مزاج پیدا ہوا جو دوسری اقوامِ ہند سے قطعی مختلف تھا۔ اسی بنیاد پر دو قومی نظریہ کا ارتقا ہوا۔

www.downloadclassnotes.com

(ii) دوقومی نظریہ

برصغیر کے تاریخی پس منظر میں دوقومی نظریے سے مراد یہ ہے کہ یہاں دو بڑی اقوام مسلمان اور ہندو آباد تھیں۔ یہ دونوں اقوام اپنے مذہبی نظریات، رسومات، طرزِ زندگی، اجتماعی فکر اور عادات واطوار میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھیں۔ ان دونوں قوموں میں صدیوں اکٹھا رہنے کے باوجود ایک مشترکہ معاشرت وجود میں نہ آسکی اور نہ ہی متحدہ قومیت کا تصور فروغ پا سکا۔ اسی دوقومی نظریے کی بنیاد پر برصغیر کے مسلمانوں نے آزادی کی جنگ لڑی۔ جس کے نتیجے میں برصغیر میں دو الگ ریاستیں، پاکستان اور بھارت وجود میں آئیں۔ یہی تصور نظریۂ پاکستان کی اساس بنا۔ دوقومی نظریے کے ارتقا کے سلسلے میں مختلف ادوار کی شخصیات اور ان کے افکار کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے:

(iii) سرسید احمد خانؒ اور دوقومی نظریہ

سرسید احمد خانؒ وہ پہلے مسلمان سیاسی رہنما تھے جنھوں نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے "قوم" کا لفظ استعمال کیا اور انھوں نے بنارس میں اُردو ہندی تنازعے کی بنا پر دوقومی نظریے کی اصطلاح استعمال کی اور کہا کہ مسلمان اور ہندو دو الگ قومیں ہیں اور اپنے نظریات کی بنا پر کبھی ایک دوسرے میں جذب نہیں ہو سکتیں۔ مسلمان مذہبی معاشرتی اور سماجی لحاظ سے ایک علیحدہ قوم ہیں کیونکہ مسلمانوں کی تہذیب، ثقافت، فلسفۂ زندگی، زبان اور رسوم ورواج ہندوؤں سے مختلف ہے۔ اس نظریہ نے مسلمانوں کے سیاسی شعور کو پروان چڑھایا اور اُنھیں ایسی قیادت ملی جس نے تحریکِ آزادی کو تقویت دی، اسی دوقومی نظریے کی بنا پر ہندوستان دو ریاستوں میں تقسیم ہوا۔

(iv) ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ اور دوقومی نظریہ

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ برِصغیر میں دوقومی نظریے کے سب سے بڑے علم بردار تھے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے 1930ء کے خطبہ الہٰ آباد میں مسلمانوں کے لیے الگ وطن کا تصوّر پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"مسلمان یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے مذہبی اور سیاسی اور معاشرتی حقوق کو سلب کر لیا جائے۔ لہٰذا میری خواہش ہے کہ مسلمانوں کے لیے پنجاب، سرحد (خیبر پختونخوا)، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنا دی جائے"۔

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند

(iv) چودھری رحمت علیؒ اور دو قومی نظریہ

چودھری رحمت علیؒ نے علامہ اقبالؒ کے تصور کو حقیقی رنگ دیتے ہوئے 1933ء میں پاکستان کا نام تجویز کیا تھا، آپؒ پنجاب کے رہنے والے تھے۔ آپؒ ان دنوں انگلستان میں زیرِ تعلیم تھے۔ آپؒ نے ایک پمفلٹ "NOW OR NEVER" "اب یا پھر کبھی نہیں" لکھا اور ہندوستانی سیاستدانوں میں تقسیم کیا۔ چودھری رحمت علیؒ نے شمال مغربی مسلم اکثریت کے علاقوں کو ملا کر "پاکستان" قائم کرنے کی تجویز دی تھی۔

چودھری رحمت علی نے فرمایا کہ مسلمانوں کی اپنی ایک تاریخ اور تہذیب ہے۔ اسی بنیاد پر ان کی قومیت ہندوستانی ہونے کی بجائے پاکستانی ہے۔ اُن کا پختہ یقین تھا کہ مسلمان ایک ایسی قوم ہے جو ہندوستان میں بسنے والی دیگر اقوام سے مختلف ہے۔

(v) قائداعظمؒ اور دو قومی نظریہ

قائداعظم محمد علی جناحؒ دو قومی نظریے کے زبردست حامی تھے اور وہ ہر لحاظ سے مسلمانوں کو الگ قوم کا درجہ دیتے تھے۔ آپؒ نے اس سلسلے میں فرمایا: "قومیت کی جو بھی تعریف کی جائے مسلمان اس تعریف کی رُو سے الگ قوم ہیں۔ وہ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنی الگ مملکت قائم کریں۔" قراردادِ لاہور 23 مارچ 1940ء کو منظور ہوئی جس میں آپؒ نے خطبۂ صدارت دیتے ہوئے فرمایا: "ہندو اور مسلمان دو علیحدہ مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں جو بالکل مختلف عقائد پر قائم ہیں اور مختلف نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ دونوں اقوام کے ہیروز، رزمیہ کہانیاں اور واقعات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

لہٰذا دونوں قوموں کو ایک لڑی میں پرونے کا مقصد برصغیر کی تباہی ہے کیونکہ یہ برابری کی سطح پر نہیں بلکہ اقلیت اور

www.downloadclassnotes.com

اکثریت کے روپ میں موجود ہیں۔ برطانوی حکومت کے لیے بہتر ہوگا کہ ان دونوں قوموں کے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے برصغیر کی تقسیم کا اعلان کرے جو کہ تاریخی اور مذہبی لحاظ سے ایک صحیح قدم ہوگا"۔

نظریۂ پاکستان اور علامہ اقبالؒ

سوال 6: علامہ اقبالؒ کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کی وضاحت کیجیے۔

جواب: تصورِ پاکستان

علامہ محمد اقبالؒ نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ مسلم ریاست کا تصور دیا اور اپنی شاعری کے ذریعے جداگانہ قومیت کے تصور کو بیدار کیا۔ ابتدا میں آپ کو بھی ہندو، مسلم اتحاد کے حامیوں میں شمار کیا جاتا تھا لیکن ہندوؤں کی تنگ نظری، قوم پرستی، متعصب رویّے اور فرقہ وارانہ اختلافات سے مایوس ہو کر آپؒ نے پاکستان کا تصور پیش کیا۔

خطبۂ الٰہ آباد

علامہ اقبالؒ کا یہ خطبہ اس لحاظ سے خاص تاریخی اہمیت رکھتا ہے اس خطبے میں آپ نے مسلمانوں کی علیحدہ قومیت کے نظریے پر روشنی ڈالی ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے 1930ء میں اپنے خطبۂ الٰہ آباد میں یہ تجویز پیش کی کہ مسلم اکثریت والے علاقوں کو ملا کر مسلمانوں کی ایک علیحدہ مملکت بنا دی جائے۔ جہاں وہ آزادی سے اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق زندگی گزار سکیں اور اپنے ثقافتی ورثے کی حفاظت کر سکیں۔

دونوں کے واسطے ہے ضروری الگ وطن
دونوں کی زندگی کا ہے مقصد جدا جدا

اسلامی نظریۂ ملّت

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے فرمایا

"مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو آخر کار ایک اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام ایک تمدنی طاقت کے طور پر زندہ رہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ایک مخصوص علاقے میں مسلمانوں کی مرکزیت قائم ہو۔ چنانچہ میں ہندوستان میں اسلام کی فلاح و بہبود کے خیال سے ایک منظم اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کر رہا ہوں۔"

حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے اپنی ولولہ انگیز شاعری سے مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کیا۔ ان کے سرد خون کو گرما کر ان میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا کیا۔

www.downloadclassnotes.com

اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند

اسلام ایک مکمل نظام حیات

علامہ محمد اقبالؒ نے اسلام کو امت مسلمہ کی بنیاد قرار دیا مشترکہ اقامت مسلمانوں کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ علامہ محمد اقبالؒ نے نظریہ پاکستان کی وضاحت کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ ہندو اور مسلمان ایک ریاست میں اکٹھے مل جل کر نہیں رہ سکتے اور ہندوستان کے مسلمان بہت جلد اپنی جداگانہ اسلامی ریاست بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ علامہ محمد اقبالؒ نے برصغیر میں واحد قومیت کے تصور مسترد کر دیا اور مسلم قومیت کی علیحدہ حیثیت پر زور دیا۔
اسلام کو ایک مکمل نظام حیات قرار دیتے ہوئے علامہ محمد اقبالؒ نے فرمایا کہ:
''انڈیا ایک برصغیر ہے، ملک نہیں۔ یہاں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے اور مختلف زبانیں بولنے والے لوگ رہتے ہیں اور مسلم قوم اپنی علیحدہ پہچان رکھتی ہے۔ تمام مہذب قوموں کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی اصولوں اور ثقافتی وسماجی اقدار کا احترام کریں''۔

اقبالؒ مسلمانوں کے لیے ایک الگ آزاد وطن کے داعی ہیں کیونکہ ؎

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحرِ بے کراں ہے زندگی

قومی تشخص

علامہ اقبالؒ مذہب اسلام کو امت مسلمہ کے استحکام کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں، فرماتے ہیں ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی
اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

علامہ اقبالؒ نے یورپی نظریہ وطنیت کی شدید مخالفت کر کے قوم کی بنیاد وطن کی بجائے عقیدہ کو قرار دیا اسلام کا نظریہ قومیت اپنایا جس کی بنیادیں خالص مذہبی ہیں اس کی قومیت کی اساس رنگ و نسل، زبان اور وطن پر نہیں ؎

بتانِ رنگ و بو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

واحد ملّت کا تصور

علامہ اقبالؒ پوری دنیا کے مسلمانوں کو ملّت واحدہ تصور کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں اپنی شاعری میں نیل کے

www.downloadclassnotes.com

ساحل سے کاشغر تک مسلمانوں کو ایک ہو کر حرم کی پاسبانی کرنے کا پیغام دیا۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

نظریۂ پاکستان اور قائداعظم محمد علی جناحؒ

(Ideology of Pakistan and Quaid-e-Azam)

سوال 7: قائداعظمؒ کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کی وضاحت کیجیے۔

جواب: **نظریۂ پاکستان اور قائداعظم محمد علی جناحؒ**

قائداعظم محمد علی جناحؒ کے نظریۂ پاکستان کے مطابق برصغیر پاک و ہند کے وہ علاقے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ مثلاً پنجاب، بنگال، آسام، سندھ، سرحد (خیبر پختونخوا) اور بلوچستان کو ملا کر ایک اسلامی ریاست پاکستان بنا دیا جائے۔ جہاں مسلمان آزادی سے اپنی اسلامی اقدار کے مطابق ملک اور حکومت کے نظام کو چلائیں اور اپنے مذہب اسلام، تہذیب، روایات، اخلاقیات اور معاشیات کے اصولوں کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ اس اسلامی مملکت میں اقلیتوں کو بھی برابر حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔

قائداعظمؒ طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے

(i) قرآن مجید مسلمانوں کے اتحاد کا واحد وسیلہ

قائداعظم محمد علی جناحؒ اسلامی نظام کو پوری طرح قابل عمل سمجھتے تھے اور ملکی نظام کو قرآن وسنت کے مطابق چلانا چاہتے تھے۔ مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ کراچی 1943ء میں حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا:

''وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر اس ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے''۔

(ii) اسلام مکمل ضابطۂ حیات

قائداعظمؒ نے مارچ 1944ء کو علی گڑھ یونیورسٹی میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''ہمارا راہنما اسلام ہے اور یہی ہماری زندگی کا مکمل ضابطہ ہے''

(iii) نظریۂ پاکستان اسلام کا بنیادی مطالبہ

قائدِاعظمؒ نے مارچ 1944ء کو علی گڑھ یونیورسٹی میں تقریر فرماتے ہوئے کہا:

آپ نے غور فرمایا کہ ''پاکستان کے مطالبے کا محرک اور مسلمانوں کے لیے جداگانہ مملکت کی وجہ کیا تھی؟ تقسیمِ ہند کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ اس کی وجہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال، یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ ہے''۔

(iv) حصول پاکستان کا مقصد

قائداعظمؒ نے 11 اکتوبر 1947ء کو حکومتِ پاکستان کے افسران سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''دس سال سے ہم جس مملکت کی تخلیق کے لیے کوشاں تھے، خدائے بزرگ و برتر کی مہربانی سے اب ایک حقیقت بن چکی ہے۔ اب پاکستان کا مقصد ہمارے لیے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ ہم نے ایک ایسی ریاست بنائی ہے جس میں ہم آزاد افراد کی طرح رہ سکیں، اپنی تہذیب وثقافت کو ترقی دے پائیں اور اسلام کے اجتماعی نظامِ عدل کے اصولوں پر عمل پیرا ہو سکیں''

(v) مطالبہ پاکستان کا اصل مقصد

نظریۂ پاکستان کی وضاحت کرتے کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے ایک بار یوں فرمایا:

''ہم نے پاکستان کا مطالبہ محض زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔

(vi) قائداعظمؒ کی عوام کو نصیحت

قائداعظمؒ 21 مارچ 1948ء کو ڈھاکا کے عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''ہمیں بنگالی، پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان کے جھگڑوں سے بالاتر ہو کر سوچنا چاہیے۔ ہم صرف اور صرف پاکستانی ہیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ پاکستانی بن کر زندگی گزاریں'' اس کے علاوہ آپؒ نے اقلیتوں کو مکمل تحفظ دینے اور برابری کے حقوق دینے کا اعلان کیا اور یہی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔

غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغ حرم اڑنے سے پہلے پرفشاں ہو جا

(vii) اسلام کے معاشی نظام کا نفاذ

قائداعظمؒ نے یکم جولائی 1948ء کو سٹیٹ بینک آف پاکستان کا سنگِ بنیاد رکھا، تو اس کی افتتاحی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے ناقابلِ حل مسائل پیدا کیے ہیں اور یہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک ایسا معاشی نظام پیش کرنا چاہیے جو اسلام کے صحیح تصور مساوات اور سماجی انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو''۔

www.downloadclassnotes.com